QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

خوشنودئ سلاطین کے لیے فتنہ وضعِ حدیث؛ ایک تجزیاتی مطالعہ

The Menace of Fabricating Hadith for the Pleasure of Rulers (An Analytical Study)

Dr. Muhammad Ubaidullah
Lecturer of Arabic, Govt. Sadiq Egerton Graduate College Bahawalpur. Email: hafizubaid68@gmail.com
Muhammad Irfan Raza
Doctoral Candidate, Dept. of Islamic Studies, Govt. College University Faisalabad. Email: irfanraza4126@gmail.com
Muhammad Abdullah Bodla
Doctoral Candidate, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur. Email: bodla.abdullah@gmail.com

The proliferation of fabricated Hadiths, particularly those concocted to serve the interests of rulers and the affluent, represents a significant challenge to the integrity of Islamic teachings. This article delves into the phenomenon of crafting and disseminating false Hadiths to appease or legitimize the actions of monarchs and wealthy elites throughout Islamic history. It examines the motivations behind such fabrications, the methods employed to expose and counter them, and the broader implications for the authenticity of Hadith literature. By analyzing historical instances where fabricated Hadiths were used as tools of political or social influence, the article underscores the vigilant efforts of Islamic scholars in safeguarding the Hadith corpus from corruption. It highlights the stringent criteria developed by Hadith scholars for the verification and validation of Hadiths, demonstrating the Islamic scholarly community's commitment to preserving the Prophet Muhammad's (Peace be upon him) teachings in their pristine form. Furthermore, the article discusses the ethical and theological ramifications of attributing false statements to the Prophet Muhammad (Peace be upon him), emphasizing the condemnation of such acts within Islamic jurisprudence. It reflects on the enduring relevance of these issues in contemporary times, especially in the context of misinformation and the misuse of religious texts for personal or political gain. In this article, we explore the grave issue of fabricating Hadiths

DOAJ
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor
اشاریہ اردو جرائد
Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

in the context of seeking favor and status among rulers and the affluent, a practice that has marred the purity of Islamic teachings throughout history. We delve into the motivations behind such acts, highlighting how individuals, driven by the desire for political gain, social standing, or financial benefits, resorted to attributing false statements to Prophet Muhammad (Peace be upon him). The consequences of these actions are scrutinized, shedding light on the distortion of Islamic jurisprudence and the confusion it caused among Muslim communities.

Key Words: Hadith, Fabrication, False Narration, proliferation Pleasure of Rulers.

تمہید:

تاریخِ اسلام میں احادیث کی حفاظت اور صحیح سند کے ساتھ ان کی روایت ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے قول و فعل، یعنی احادیث، دین کی تعلیمات اور مسلمانوں کی روزمرہ زندگی پر گہرا اثر رکھتے ہیں۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ کچھ اوقات میں، سیاسی، معاشرتی، یامالی فائدے کے لئے، بعض افراد نے جھوٹی احادیث گھڑ کر، اسلامی تعلیمات کی صفائی اور خالصیت کو داغدار کرنے کی کوشش کی۔ ایسے افراد، جنہوں نے بادشاہوں کا قرب حاصل کرنے یا امراء کی نظر میں اپنی عزت بڑھانے کے لئے، دین کے ساتھ کھلواڑ کیا، وہ نہ صرف اسلامی تعلیمات کے خلاف بلکہ انسانی اخلاقیات کے بھی برعکس عمل کرتے ہیں حالانکہ جھوٹی احادیث گھڑنا، اسلامی تعلیمات کے مطابق، کبیرہ گناہوں میں ایک انتہائی سنگین جرم شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس عمل پر حضور ﷺ کی طرف سے نارِ جہنم کی وعید سنائی گئی ہے اور یہ بات اس جرم کی شدت اور سنگینی کو واضح کرتی ہے۔ ایسے افعال کے منفی اثرات معاشرے میں گہرائی تک پھیل جاتے ہیں، جو نہ صرف اسلامی تعلیمات کی خالصیت کو متاثر کرتے ہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے اتحاد اور یکجہتی کو بھی کمزور کرتے ہیں۔ مزید برآں، سیاست اور امارت میں اس کے ناجائز فوائد اٹھانے کی کوشش، جیسے کہ بادشاہوں کا قرب حاصل کرنے یا معاشرتی ومالی فوائد کے حصول کے لیے، ایسی حرکتیں ان افراد کی خود غرضی اور اخلاقی دیوالیہ پن کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس لیے، اسلامی تاریخ اور تعلیمات میں، جھوٹی احادیث کی گھڑنا اور ان کے ناجائز استعمال کو ایک بڑے جرم کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جس کے خلاف محدثینِ عظام نے خوب جدوجہد فرمائی اور اس کے تدارک کے لیے سخت احکامات کیے۔ اس مضمون میں، ہم ان واقعات کا جائزہ لیں گے جب سلاطین اور امراء کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے جھوٹی احادیث گھڑی گئیں، ان کے مقاصد، نتائج اور اسلامی تعلیمات کی حفاظت میں علماء کا کردار بھی واضح کیا جائے گا۔

تعارف:

حدیث موضوع کی تعریف: علامہ نور الدین عتر رحمۃ اللہ علیہ اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هو المختلق المصنوع.أي الذي ينسب إلى رسول الله ﷺ كذبا"۔[1]

ترجمہ: وہ گھڑی ہوئی بات جس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کر دی گئی ہو۔

یعنی کوئی شخص اس بات کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دے جو حقیقتاً حضور پاک ﷺ کا فرمان نہ ہو۔

حدیث موضوع کا مرتبہ: اس کا مرتبہ بیان کرتے ہوئے علامہ نور الدین عتر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"والحديث الموضوع هو شر الأحاديث الضعيفة، وأشدها خطرا، وضررا على الدين وأهله"۔[2]

ترجمہ: حدیث موضوع ضعیف احادیث کی بدترین قسم ہے اور شدید خطرناک اور دین واہل دین کے لیے نقصان دہ ہے۔

اور ڈاکٹر محمود طحان اس حوالے سے رقم طراز ہیں کہ:

"یہ ضعیف احادیث میں سب سے نچلے درجے کی اور قبیح تر ہے، بلکہ اہل علم نے تو اسے ایک مستقل قسم قرار دیا ہے اور ضعیف حدیث کی اقسام میں شمار نہیں کیا ہے"۔[3]

روایت کا حکم: "وقد أجمع العلماء على أنه لا تحل روايته لأحد علم حاله في أي معنى كان إلا مقرونا ببيان وضعه، والتحذير منه"۔[4]

علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ موضوع حدیث کو روایت کرنا جائز نہیں؛ البتہ اس کے موضوع ہونے اور لوگوں کو اس سے بچانے کے لیے بیان کیا، تو جائز ہے۔ موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں اس حوالے سے ہے:

"أَجْمَعَ الْفُقَهَاءُ عَلَى أَنَّ تَعَمُّدَ الْكَذِبِ عَلَى رَسُول اللَّهِ ﷺ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ...وَلَكِنَّهُمُ اخْتَلَفُوا فِي كُفْرِ مَنْ تَعَمَّدَ الْكَذِبَ عَلَى رَسُول اللَّهِ ﷺ: فَقَال الذَّهَبِيُّ وَابْنُ حَجَرٍ الْهَيْتَمِيُّ: ذَهَبَتْ طَائِفَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ إِلَى أَنَّ الْكَذِبَ عَلَى رَسُول اللَّهِ ﷺ كُفْرٌ يَنْقُل عَنِ الْمِلَّةِ، وَلاَ رَيْبَ أَنَّ تَعَمُّدَ الْكَذِبِ عَلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فِي تَحْلِيل حَرَامٍ أَوْ تَحْرِيمِ حَلاَلٍ كُفْرٌ مَحْضٌ، وَإِنَّمَا الْكَلاَمُ فِي الْكَذِبِ عَلَيْهِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ۔وَاتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ لاَ تُقْبَل رِوَايَةُ مُتَعَمِّدِ الْكَذِبِ فِي حَدِيثِ رَسُول اللَّهِ ﷺ أَبَدًا وَإِنْ تَابَ وَحَسُنَتْ طَرِيقَتُهُ تَغْلِيظًا عَلَيْهِ وَزَجْرًا عَنِ

[1] Nūr al-dīn Muhammad i'tar, manhaj al-naqad fī u'lōm al-ḥadīth (Damishq: Dar al-fikr, 1981), 301.

[2] Nūr al-dīn Muhammad i'tar, manhaj al-naqad fī u'lōm al-ḥadīth, 301.

[3] Dr. Maḥmōd ṭaḥan, teysīr muṣṭalaḥ al-ḥadīth (Karachī: makatabah al-madīnah, 2016), 64-65.

[4] Nūr al-dīn Muhammad i'tar, manhaj al-naqad fī u'lōm al-ḥadīth, 301.

الْكَذِبِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ لِعِظَمِ مَفْسَدَتِهِ فَإِنَّهُ يَصِيرُ شَرْعًا مُسْتَمِرًّا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ بِخِلاَفِ الْكَذِبِ عَلَى غَيْرِهِ ﷺ فَإِنَّ مَفْسَدَتَهُ لَيْسَتْ عَامَّةً بَل تَكُونُ قَاصِرَةً"۔[5]

یعنی اس بات پر فقہاء کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر ارادۃً جھوٹ بولنا سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے لیکن جو شخص جان بوجھ کر رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولے وہ کافر ہو جائے گا یا نہیں ؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، ذہبی اور ابن حجر ہیثمی نے کہا ہے: علماء کی ایک جماعت کی رائے ہے کہ رسول ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا کفر ہے جو اسلام سے خارج کر دیتا ہے، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کسی حرام کو حلال کرنے میں یا کسی حلال کو حرام کرنے میں، اللہ اور اس کے رسول پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا خالص کفر ہے، یہاں کلام صرف اس جھوٹ میں ہے جو اس کے علاوہ میں ہو۔ نیز اس بات پر بھی تمام علماء کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والے کی روایت بھی قبول نہیں کی جائے گی اگرچہ وہ توبہ بھی کرلے اور اس کا عمل درست ہو جائے یہ نبی اللہ پر جھوٹ بولنے سے روکنے اور تنبیہ کرنے کے لئے ہے، کیونکہ اس کا فساد بہت بڑا ہے، اس لئے کہ یہ قیامت تک رہنے والی شریعت بن جائے گی، نبی کریم کا کے علاوہ کسی دوسرے پر جھوٹ بولنا اس کے برخلاف ہے، کیونکہ اس کا فساد عام نہیں بلکہ محدود ہے۔

فتنہ وضعِ حدیث کا آغاز:

حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد کچھ اختلافات رونما ہوئے مگر مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان فہم و فراست اور مدبرانہ اقدام کی وجہ سے دب گئے اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت تک کسی قابلِ ذکر فتنہ کو سر اٹھانے کی جرات نہ ہو سکی مگر جیسے ہی حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اختلاف و انتشار نے سر اٹھایا اور معاشرہ اسلامی میں آزمائشوں اور فتنوں والی فضا نظر آنے لگی۔ حضرت عمر اور عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہما کے فہم و فراست سے انتخابِ خلیفہ تو عمل میں آ گیا مگر طبائع میں جس انتشار نے جنم لیا تھا اس میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا جو بالآخر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی صورت میں رونما ہوا اور اس سے اسلامی معاشرے کو ایسا دھچکا لگا کہ اس کے اثرات سے پورا عالمِ اسلام متاثر ہوا۔ خلیفہ ثالث کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم خلیفہ بنے اور اسلامی معاشرے میں ان کا اثر ورسوخ بھی قائم ہو گیا مگر مسلسل حوادث نے سلطنتِ اسلامیہ کا سکون تار تار کر دیا اور لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔

علمائے تاریخ کے مطابق حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک حدیثِ نبوی کا چشمہ صاف شفاف رہا اور اس میں کذب و وضع کا ظہور نہ ہوا مگر جو نہی ملتِ اسلامیہ میں خانہ جنگی کا آغاز ہوا تو خوارج جیسے بدعتی گروہوں نے دینی و مذہبی رنگ اختیار کر لیا اور جمہور امت یعنی صحابہ کرام و تابعین کے مقابلے میں دینِ اسلام میں منگھڑت اشیاء کا اضافہ کرنا شروع کر دیا۔ قرآن مجید تو چونکہ من جانب اللہ محفوظ ہے اس لیے ان گروہوں نے حدیثِ رسول ﷺ میں تحریف و وضع کی راہ اختیار کی۔ وضعِ حدیث کی یہ تحریک جاری رہی حتیٰ کہ صحیح

---

[5] Al-mūsū'ah al-fiqhiyah al-kawītiyah (Kuwait: wizārah al-awkāf wa al-sh'ōn al-islamiyah, 1427 A.H), 309/30.

احادیث کے ساتھ موضوع احادیث نے بھی رواج پکڑنا شروع کیا۔ ہر باطل گروہ نے اپنے حق میں متعدد احادیث وضع کیں اور ان کے مقابل بعض نافہم لوگوں نے حق کی تائید میں بھی احادیث وضع کیں اور پھر وضعِ حدیث کا سلسلہ آراء وافکار کی توثیق تک محدود نہ رہا بلکہ عبادات، معاملات، آداب و زہد وغیرہ کے باب میں بھی حضور نبی کریم ﷺ پر احادیث وضع کرنے کی کوشش کی گئی۔

ڈاکٹر صبحی الصالح (المتوفیٰ 1407ھ) اس فتنہ کی ابتداء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وقد بدأ ظهور الوضع في سنة إحدى وأربعين بعد الهجرة،على عهد الخليفة الرابع علي بن أبي طالب كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ حين تنازع المسلمون شِيَعًا وَأَحْزَابًا، وانقسموا سياسيًا إلى جمهور وخوارج وشيعة"۔[6]

اس میں ڈاکٹر صبحی صالح نے اس بات کو بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں لوگ خوارج، روافض اور جمہور میں تقسیم ہوگئے اس وقت وضعِ حدیث کا آغاز ہوا، اس نکتہ نظر کو ایک موقف کہا جاسکتا ہے جبکہ بعض علماء کے نزدیک وضعِ حدیث کی ابتداء خود عہدِ رسالت مآب ﷺ میں ہوچکی تھی البتہ باقاعدہ آغاز عہدِ خلیفہ رابع میں ہوا۔

وضعِ حدیث کی اغراض و مقاصد:

کم فہم و ناخلف لوگوں نے متعدد وجوہات کی بنا پر حضور نبی اکرم ﷺ پر منگھڑت احادیث وضع کیں۔ محدثِ جلیل حضرت علامہ عبد الحیٔ فرنگی محلی علیہ الرحمہ "الآثار المرفوعہ فی الاحادیث الموضوعہ" کے مقدمہ میں اس حوالے سے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ حدیث وضع کرنے والے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

"الثامن:قوم حملهم على الوضع قصد الاغراب و الاعجاب و هو كثير فى القصاص و الوعاظ اللذين لا نصيب لهم من العلم و لا حظ لهم من الفهم فان كثيرا من الزهاد كانوا جاهلين غير مميزين بين ما يحل لهم و ما يحرم عليهم . فكانوا يظنون ان وضع الاحاديث ترغيبا و ترهيبا لا باس به بل هو واجب للاجر ؛ الا ترى الى عباد زماننا ممن لم يمارس العلوم و لم يوفق لخدمة ارباب الفهم كيف انهمكوا فى ارتكاب البدعات ظنا منهم ان ارتكابها من الحسنات".[7]

یعنی موضوع روایات وضع کرنے والوں میں ایک گروہ ان واعظوں اور قصہ گو لوگوں کا بھی ہے، جن کو نہ علم ہے اور نہ فکر و فہم۔ ان کا مقصد عجیب و غریب باتیں عوام میں پھیلانا ہے اور اسی مقصد کے تحت وہ احادیث گڑھتے ہیں۔ اسی طرح بہت سارے جاہل ظاہری صوفیاء اور زاہدانِ خشک جنھیں حلال و حرام کی تمیز نہیں ہے، وہ گمان کرتے ہیں کہ ترغیب و ترہیب (بشارت و عید) سے متعلق احادیث

---

[6] Ibrāhīm al-ṣaliḥ ṣubḥī, u'lōm al-ḥadīth wa muṣṭalḥah (Beirūt: dar al-i'lm lil malābīyīn,1984), 266/1.

[7] Abdul laḥah lakhnawī, al-āthār al-marfūa'h (Beirūt: dar al-kutab al-i'lmiyah,1984), 18.

گڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ یہ باعثِ اجر اور کارِ ثواب ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آج کل کے بے عمل زہاد و عباد جنھوں نے نہ اکتسابِ علوم کیا ہے اور نہ اربابِ علم و فہم کی صحبت اٹھائی ہے، وہ طرح طرح کی بدعات و خرافات میں ملوث ہیں اور انہیں داخلِ حسنات گردانتے ہیں۔

علامہ حافظ ابن صلاح نے بھی اس قسم کے گروہ کی نشان دہی فرمائی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"و الواضعون للحديث اصناف ، و اعظم ضررا قوم من المنسوبين الى الزهد وضعوا الحديث احتسابا فيما زعموا فتقبل الناس موضوعاتهم ثقة منهم بهم و ركونا اليهم . ثم نهضت جهابذة الحديث بكشف عوارها و محو عارها"۔[8]

یعنی واضعینِ حدیث کی مختلف انواع ہیں اور ان میں سب زیادہ نقصان دہ وہ قوم ہے جو زاہد مشہور تھے اور انہوں نے اپنے زعم میں احتساب کے لیے احادیث وضع کیں اور لوگوں نے ان کی احادیث کو ان پر اعتماد و یقین کرتے ہوئے قبول کر لیا پھر ماہرینِ حدیث نے ان کی غلط بیانیوں اور وضع کردہ باتوں کو ظاہر کر دیا۔

اغراض و مقاصد کے اعتبار سے احادیث وضع کرنے والوں کی مختلف قسمیں ہیں، جیسا کہ الآثار المرفوعۃ میں مرقوم ہے :

"الاول:قوم من الزنادقة قصدوا افساد الشريعة و ايقاع الخلط و الخبط فى الامة والثانى : قوم كانوا يضعون الاحاديث فى الترغيب و الترہيب ليحثوا الناس على الخير و يزدجروهم عن الشر و اكثر الاحاديث صلوات الايام و الليالى من وضع هاؤلاء الثالث : قوم كانوا يقصدون وضع الاحاديث نصرة لمذاهبهم والرابع : قوم استجازوا وضع الاسانيد لكل كلام حسن زعما منهم ان الحسن كله امر شرعى لا باس بنسبته الى رسول الله صلى الله عليه وسلم. الخامس : قوم حملهم على الوضع غرض من اغراض الدنيا كالتقرب الى السلطان و غيره السادس : قوم حملهم على الوضع التعصب المذهبى و التجمد التقليدى ، كما وضع مامون الهروى حديث : من رفع يديه فى الركوع فلا صلوٰة له و السابع : قوم حملهم على الوضع حبهم الذى اعماهم و اصمهم كما وضعوا فى مناقب اهل البيت و مثالب الخلفاء الراشدين و معاوية و غيرهم و وضعوا احاديث فى مناقب ابى حنيفة.و من هذا القبيل الاحاديث الموضوعه فى مناقب البلدان و ذمها و الاحاديث الموضوعة فى فضل اللسان الفارسية و ذمها ، كحديث : لسان اهل الجنة العربية و الفارسية الدرية"۔[9]

ترجمہ: واضعینِ حدیث میں پہلا گروہ زنادقہ کا ہے جس نے شریعت میں فساد اور امت میں خلط پیدا کرنے کی غرض سے احادیث وضع کی ۔ دوسرا گروہ وہ ہے جس نے لوگوں کو بھلائی کی طرف مائل کرنے اور برائی سے روکنے کے لیے ترغیب و ترہیب سے متعلق احادیث وضع کی۔ تیسرے گروہ نے اپنے مذہب و مسلک کی تائید و حمایت کی غرض سے یہ کام کیا۔ چوتھے گروہ نے ہر اچھے کلام کے لیے وضعِ احادیث کی طرح ڈالی یہ گمان کرتے ہوئے کہ ہر قسم کا کارِ حسن ایک امر شرعی ہے، لہٰذا اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[8]U'thmān bin ṣalāḥ, muqadmah ibn ṣalāḥ (Beirūt: dar al-fikr, 2021), 99.

[9]Abdul laḥah lakhnawī, al-āthār al-marfūa'h, 12-17.

طرف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ واضعینِ حدیث کا پانچواں گروہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے دنیاوی غرض مثلاً بادشاہوں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے حدیث گڑھی۔ چھٹا گروہ وہ ہے جس نے مذہبی تعصب اور تقلیدِ جامد کے باعث ایسا گھناؤنا کام انجام دیا۔ جیسا کہ مامون ہروی نے یہ حدیث: جس نے رکوع میں رفعِ یدین کیا، اس کی نماز نہیں ہوئی۔ ساتواں گروہ وہ ہے جسے مذہبی شخصیات کی محبت نے اندھا اور بہرا کر دیا ہے اور اس نے اہلِ بیت کے مناقب اور دیگر خلفائے راشدین و حضرت امیر معاویہ کی برائی میں (معاذ اللہ) احادیث وضع کی۔ نیز بہت سارے لوگوں نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی شان میں حدیث وضع کی۔ اسی طرح مختلف شہروں کی فضیلت و مذمت اور فارسی زبان کی فضیلت و مذمت میں حدیثیں کثرت سے ایجاد کی گئیں۔

سلاطین اور امراء کی خوشنودی:

حضور نبی کریم ﷺ پر احادیث وضع کرنے کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب سلاطین و امراء کی خوشنودی و تقرب تھا، لوگوں کو جب کوئی اور حیلہ نظر نہ آتا تو وہ بادشاہوں اور امراء کے امور کی حوصلہ افزائی میں احادیث وضع کر لیا کرتے تھے جس سے اس بادشاہ یا سلطان کے اس کام کو تقویت ملتی اور اس کام سے خوش ہو کر وہ اس واضع کو انعام و اکرام سے نوازتا تھا، جبکہ در حقیقت وہ ان سلاطین کی خوشنودی کی خواہش میں اپنے لیے جہنم میں جگہ بنا رہے ہوتے تھے۔ یہودیوں کے علماء اس کام میں مہارت رکھتے تھے اور معمولی قیمت کے بدلے کتاب اللہ میں تبدیلی کر دیتے تھے، مسلم امہ میں کوئی ایسا گروہ نہیں آیا جس نے باقاعدہ تحریفِ قرآن سے کام لیا ہو البتہ سلاطین و امراء کی خوشنودی وغیرہ اسباب کے لیے احادیث وضع کرنے والوں کی کثیر تعداد ہوئی ہے۔ یہ امراء کبھی ان وضاعین کے اس فعل پر انعام و اکرام سے نوازتے اور کبھی صرف تنبیہ سے کام لیتے البتہ اس حوالے سے باقاعدہ سزا کا سلسلہ کتبِ تاریخ میں نہیں ملتا۔

خلیفہ مہدی کے لیے وضعِ حدیث:

اس طرح کے افراد اور ان کے وضعِ حدیث کی متعدد امثلہ کتب علوم الحدیث میں موجود ہیں جن میں سے ایک بیان کرتے ہوئے امام حاکم نیشاپوری (المتوفی 405ھ) فرماتے ہیں:

"حدثنا أبو أحمد مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ دَاوُدَ بْنَ رُشَيْدٍ يَقُولُ دَخَلَ غِيَاثُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَلَى الْمَهْدِيِّ وَكَانَ يُعْجِبُهُ الْحَمَامَ الطَّيَّارَةَ الَّتِي تَجِيءُ مِنَ الْبُعْدِ فَرَوَى حَدِيثًا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا سَبْقَ إِلَّا فِي خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ أونصل أَوْ جَنَاحٍ قَالَ فَأَمَرَ لَهُ بِعَشْرَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ فَلَمَّا قَامَ وَخَرَجَ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ قَفَاكَ قَفَا كَذَّابٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَنَاحٌ وَلَكِنَّ هَذَا أَرَادَ أَنْ يَتَقَرَّبَ إِلَيْنَا يَا غُلَامُ اذْبَحِ الْحَمَامَ قَالَ فَذَبَحَ الْحَمَامَ فِي الْحَالِ"۔

ترجمہ: داؤد بن رشید نے فرمایا کہ ایک مرتبہ غیاث بن ابراہیم، عباسی خلیفہ مہدی کے پاس آیا، مہدی کو دور دراز کے کبوتر بہت پسند تھے تو غیاث نے اسی وقت ایک حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مسابقت صرف نیزہ بازی میں یا اونٹ میں گھوڑے میں یا پرندہ میں جائز ہے۔ تو مہدی نے یہ سن کر اسے دس ہزار درہم انعام دینے کا حکم دیا، جب وہ انعام لے کر رخصت ہو گیا تو مہدی نے

کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہے واللہ نبی کریم ﷺ نے "جناح" کا لفظ نہیں فرمایا تھا لیکن (غیاث) اس سے ہمارا قرب حاصل کرنا چاہتا تھا، پھر اس نے ایک لڑکے کو کہہ کر کبوتر کو اسی وقت ذبح کرا دیا"۔

اسی روایت کی دوسری سند میں امام حاکم نے ان کلمات کا اضافہ کیا ہے:

"وَزَادَ فِيهِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا ذَنْبُ الْحَمَامِ قَالَ مِنْ أَجْلِهِنَّ كَذِبَ هَذَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ"۔

ترجمہ: دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ (غلام) نے پوچھا کہ اے امیر المؤمنین! کبوتر کا کیا قصور ہے؟ تو مہدی نے کہا کہ اس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولا گیا ہے۔[10]

اسی واقعہ کو علامہ جلال الدین سیوطی (المتوفیٰ 911ھ) نے بھی تدریب الراوی میں ذکر کیا ہے۔[11]

غیاث بن ابراہیم پر محدثین نے وضع کی جرح فرمائی اور اس سے روایت لینے کو حرام قرار دیا۔

خلیفہ عبدالملک کے لیے وضعِ حدیث:

امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ:

"عن الزهري أنه كان عند عبد الملك،فلما فرغوا من الأكل قدموا البطيخ، قال:يا أمير المؤمنين،حدثني أبو بكر بن عبد الرحمن، عن أبيه، عن بعض عمات النبي ﷺ،سمعت النبي ﷺ يقول:البطيخ قبل الطعام يغسل البطن غسلا، ويذهب بالداء أصلا،قال: فأمر له بمائة ألف درهم."۔

ترجمہ: امام زہری، خلیفہ عبدالملک کے پاس کھانے کے موقع پر حاضر تھے، جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو خربوزہ لایا گیا، اس پر امام زہری نے کہا کہ اے امیر المؤمنین!" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کھانے سے پہلے خربوزہ کھانا پیٹ کو صاف کر دیتا ہے اور بیماری بالکل ختم کر دیتا ہے"۔ اس پر عبدالملک نے انہیں ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔[12]

لیکن اس واقعے کو بیان کرنے والا مرکزی راوی "احمد بن یعقوب بن عبد الجبار الاموي المرواني الجرجاني" ہے جس کے بارے میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[10] Muḥammad bin Abdullah ḥākim neyshāpūrī, al-mudkhal ila kitab al-akīl (Sikandariyah: dar al-da‘wah), 55.

[11] Jalāl al-dīn sayūṭī, tadrīb al-rawī fī sharḥa taqrīb al-nawwī (Saudī a‘rab: maktabah al-riyāz al-ḥadīthiyah), 286/1.

[12] Shams al-dīn dhabī, mīzān al-a‘tadāl fī taqad al-rijāl (Beirūt: labnān, dar al-kutab al-ilmiyah, 1995), 78/1.

" قال البيهقي: روى أحاديث موضوعة، لا أستحل رواية شئ منها. "[13]

یعنی یہ راوی جھوٹی احادیث روایت کرتا تھا، اس سے کوئی چیز بھی روایت کرنا حلال نہیں ہے۔

لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام زہری کا دامن اس عیب سے پاک ہے بلکہ یہ اس راوی کا کارنامہ ہے کہ اس نے غالباً اپنے دور کے کسی سلطان وغیرہ کو خوش کرنے کے لیے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس روایت کی نسبت کر دی تا کہ امام زہری کی صداقت اور اثر و رسوخ کی وجہ سے اس کی اس روایت کو مان لیا جائے جبکہ حقیقت میں یہ خود ساختہ واقعہ ہے جو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ پر جڑ دیا گیا۔

اسی طرح ایک اور کذاب مقاتل بن سلیمان بلخی تھا اس نے مہدی سے آکر کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے سلسلے میں حدیث وضع کروں؟ مہدی نے کہا کہ اس کی ضرورت نہیں۔[14]

البتہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر کلام کیا اور دیگر شواہد کی بنا پر اس کو غیر موضوع قرار دیا۔

بعض لوگوں نے تو حدیث وضع کر کے پیٹ پالنے کو اپنا پیشہ ہی بنا لیا تھا وہ صرف امرا اور سلاطین کے لئے ہی حدیث وضع نہیں کرتے تھے بلکہ کوئی بھی ان کو کچھ پیسہ دیتا تو وہ حدیث وضع کر دیتے۔ چنانچہ شعبہ، ابی الہزم یزید بن سفیان البصری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ بصرہ کی مسجد میں پڑا رہتا تھا اگر کوئی شخص اسے ایک درہم دیتا تو وہ اس کے لئے پچاس حدیثیں وضع کر دیتا۔[15]

خلیفہ ہارون رشید کے لیے وضع حدیث:

امام ابن حبان اس حوالے سے ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"ومن ذلك أيضا أن هارون الرشيد لما قدم إلى المدينة المنورة أعظم أن يرتقي منبر النبي ﷺ وعليه قباء ومنطقة، فتطوع القاضي أبو البختري بذكر حديث فيه أن النبي ﷺ كان يلبسهما. وقد كان يحي بن معين -أحد أئمة المحدثين- حاضرا فكذبه على رؤوس الأشهاد"۔

ترجمہ: جب خلیفہ ہارون رشید مدینہ میں آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھے تو ان پر ایک چادر پہنی ہوئی تھی تو قاضی ابو البختری نے اسی وقت ایک حدیث وضع کی کہ یہ چادر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہنا کرتے تھے۔ تو وہاں پر یحییٰ بن معین موجود تھے انہوں نے سب کے سامنے اس کے جھوٹ کو بیان کر دیا۔

وضع حدیث پر سلاطین کا ردعمل:

وضعِ حدیث ملاحظہ کرنے کے باوجود سلاطین کے بارے میں کوئی واقعہ نہیں ملتا کہ انہوں نے اس طرح کے لوگوں کو سخت سزا دی ہو جو خوشنودی سلاطین کے لیے احادیث وضع کرتے تھے جیسا کہ غیاث بن ابراہیم کا واقعہ گزرا، اس میں خلیفہ مہدی نے اسے انعام واکرام سے نوازا اور اس کے جانے کے بعد اس کا کذب واضح کیا اور کبوتر کو ذبح کروا دیا جبکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ اس کو انعام واکرام سے نوازنے

---

[13] Shams al-dīn dhabī, mīzān al-a'tadāl fī taqad al-rijāl, 78/1.

[14] Jalāl al-dīn sayūṭī, tadrīb al-rawī fī sharḥa taqrīb al-nawwī, 286/1.

[15] Ḥussain bin ibrāhīm jūzqānī, al-abāṭīl wa al-manakīr (Hind: mausstah dar al-da'wah,2002), 59/1.

کی بجائے سخت سزا دی جاتی جو اس کے لیے اور دیگر وضاعین کے لیے عبرت کا نشان بنتی۔ اللہ پاک بہتر جاننے والا ہے کہ سلاطین نے اس طرح کے لوگوں کو سزا دینے سے چشم پوشی کا مظاہرہ کیوں کیا۔

غیاث کے عمل پر مہدی کے رد عمل کے حوالے سے ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب لکھتے ہیں:

" وإن هذا الإنكار من المهدي لا يكفي، بل كان عليه ألا يعطيه عشرة آلاف درهم من أموال المسلمين، لكذبه على رسول الله ﷺ، وأن يمنعه من هذا ويزجره ويحبسه إذا لم يشأ أن يقتله"۔[16]

ترجمہ: مہدی کا یہ انکار کرنا کافی نہیں تھا بلکہ اس پر لازم تھا کہ وہ مسلمانوں کے مال سے اسے دس ہزار درہم نہ دیتا کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ پر جھوٹ باندھا تھا، اور اس پر لازم تھا کہ وہ اسے قتل نہیں کرنا چاہتا تھا تو اسے اس کام سے روکتا اور اس کو ڈانٹتا اور قید کر دیتا۔

امام ابن قتیبہ علیہ الرحمہ ان قصاص کے بارے میں فرماتے ہیں:

"الْقُصَّاصُ عَلَى قَدِيمِ الْأَيَّامِ، فَإِنَّهُمْ يُمِيلُونَ وُجُوهَ العَوَامِّ إِلَيْهِمْ وَ يَستَدِرُّونَ مَا عِندَهُم: بِالْمَنَاكِيرِ، وَالْغَرِيبِ، وَالْأَكَاذِيبِ مِنَ الْأَحَادِيثِ. وَ مِنْ شَأنِ الْعَوَامِّ، القُعودُ عِنْدَ الْقَاصِّ، مَا كانَ حَدِيثُهُ عَجِيبًا، خَارِجًا عَنْ فِطَرِ الْعُقُولِ، أَو كانَ رَقِيقًا يُحزِنُ الْقُلوبَ، وَيَستَغزِرُ الْعُيونَ"۔

یعنی قصہ گو واعظین من گھڑت اور منکر روایات کے ذریعے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں اور لوگ بھی ایسے ہی لوگوں کے بیان کو پسند کرتے ہیں جس کی باتیں عجیب اور انوکھی ہوں، عقل سے بالاتر باتیں کریں یا ایسی من گھڑت باتیں جو دلوں کو نرم کرنے والی ہوں[17].

یعنی قصاص کا کام اپنے مقاصد تک رسائی تھی اس کے ان کو وضعِ احادیث کا ہی سہارا کیوں نہ لینا پڑے، بہر حال اللہ پاک کا یہ رحم ہوا کہ اس نے ایسے محدثین پیدا فرمائے جنہوں نے موضوع احادیث سے تنبیہ کے متعلق با قاعدہ کتب لکھیں اور ایسے قوانین وضع فرمائے جس سے موضوع اور غیر موضوع احادیث میں واضح فرق ہو گیا۔

خلاصہ:

اس مضمون میں سب سے پہلے حدیثِ موضوع کا تعارف بیان کیا گیا ہے اور اس کو روایت کرنے کا حکم واضح کیا ہے اور اس بات کو واضح کیا ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے جس کا بدلہ جہنم ہے پھر وضع حدیث کے آغاز و ارتقاء پر کلام کیا گیا ہے اور پھر حدیث وضع کرنے کے اغراض ومقاصد پر گفتگو کی گئی ہے اور اس کے بعد اس بات پر سیر حاصل کلام کیا گیا ہے کہ بادشاہوں اور امیروں کا قرب اور خوشی حاصل

[16] Muḥammad i'jāj al-khaṭīb, al-sunah qabal al-tadwīn (Beirūt: dar al-fikr lil ṭabā'ah wa al-nashar wa al-tauzī', 1980), 217/1.

[17] Abdullah bin muslim dīnūrī, tawīl mukhtalif al-ḥadīth (Beirūt: al-maktab al-islmaī, 1999), 255.

کرنے کے لیے بعض لوگوں نے احادیث کو وضع کیا اور اپنے لیے جہنم کا ٹھکانہ خریدا اور آخر میں اس عمل پر سلاطین کے رد عمل پر گفتگو کی گئی ہے کہ اس وضع کو دیکھ کر وہ ان وضاعین کے ساتھ کیا رویہ اپناتے تھے۔

تجاویز و شفارشات:

1: علمی جانچ پڑتال کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے:

احادیث کی صحت کو جانچنے کے لیے علمائے کرام اور محدثین کے طریقہ کار کو بیان کیا جائے۔ یہ اس بات کی نشاندہی کرے گا کہ کیسے احادیث کی سند کی تحقیق اور متن کی جانچ پڑتال کر کے جھوٹی احادیث کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ اس سے قارئین کو احادیث کی صحت کے بارے میں فہم اور شعور بڑھانے میں مدد ملے گی۔

2: تاریخی واقعات کی مثالوں کا استعمال:

اسلامی تاریخ میں ایسے واقعات کی مثالیں پیش کی جائیں جہاں علماء نے جھوٹی احادیث کی نشاندہی کی اور اس کے خلاف کام کیا۔ امام ابن جوزی، امام جلال الدین سیوطی وغیرہ کے حوالے دیے جائیں۔ اس سے قارئین کو یہ سمجھنے میں مدد ملے گی کہ کیسے اسلامی علماء نے دین کی حفاظت کی اور جھوٹی احادیث کے خطرے سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔

3: تعلیمی اداروں کا کردار:

اسلامی تعلیمی اداروں کو جھوٹی احادیث کے بارے میں شعور و آگاہی بڑھانے کے لیے موثر پروگرامز ڈیزائن کرنے کی تجویز دی جائے۔ اس میں احادیث کی صحت کی جانچ پڑتال کے طریقہ کار، تاریخی مثالوں، اور علمی اخلاقیات پر بحث شامل ہونی چاہیے۔

4: عوامی سطح پر بیداری مہمات کا اہتمام:

مساجد، تعلیمی اداروں، اور کمیونٹی سینٹرز میں اس حوالے سے مہمات کا اہتمام کیا جائے، جہاں علماء اور محدثین، جھوٹی احادیث کے بارے میں لیکچرز اور ورکشاپس کے ذریعے آگاہی فراہم کریں۔ ایسی مہمات سے مسلمانوں میں احادیث کی صحت کی اہمیت کے بارے میں شعور بڑھانے میں مدد مل سکتی ہے، اور یہ انہیں اپنے دینی علم کو بڑھانے کی ترغیب بھی دے گی۔